الحضور والنظور

مصنف: مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ



الحضور والنظور

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

فقد قال اللہ تعالیٰ ذلکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا ھو۔

(قرآن کریم پ۲۴ المؤمن ع ۷، آیت ۶۲)

ترجمہ۔ وہ تمہارا رب ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر وہ (ایک)

جب اللہ کے سوا ہر چیز مخلوق اور حادث ہے تو جاننا چاہیئے کہ مخلوق کی صفاتِ ذاتیہ کیا ہیں اور اشیاء محدثہ کے خواص کیا ہیں؟ — وہ خواص عالم ممکنات کی ہر چیز میں پائے جاتے چاہیئں۔ جس چیز پر بھی حدوث امکان کا داغ ہو وہ ان کے دائرے سے باہر نہ پائی جائے۔

① اللہ تعالیٰ خود جوہر و عرض سے بالا ذات ہے نہ وہ جوہر ہے نہ عرض۔ ہر جوہر اور عرض کو اس کے حکم سے وجود ملا۔ دائرہ ممکنات میں جو چیز اپنی ذات سے قائم ہے وہ جوہر ہے اور جو کسی جوہر سے ظاہر ہو کر وجود پکڑے وہ عرض ہے۔ یہ یہاں ہر چیز وہ قائم بالذات ہو یا قائم بالغیر مخلوق اور حادث ہے۔

② ہر مخلوق اور حادث چیز مکانی ہے اور جگہ گھیرتی ہے۔ روشنی کا بھی ایک جسم ہے جب وہ سامنے ہو تو دن ہے وہاں نہ ہو تو رات ہے۔ جہاں جہاں رات ہو وہاں روشنی نہیں ہوتی اور جہاں جہاں دن ہو وہاں اندھیرا نہیں ہوتا۔ روشنی بھی مکانی چیز ہے اور جگہ گھیرتی ہے اور اندھیرا بھی اپنی حدود میں محدود ہے اور اس کا ایک اپنا جسم ہے وہ کتنا دور دراز تک پھیلا ہو تاہم ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں وہ نہیں وہاں روشنی ہے۔

③ ہر چیز جو جگہ گھیرے اس میں کوئی دوسرا جسم داخل نہیں۔ دو جوہری چیزیں ایک

[illegible] دن کی روشنی میں جہاں ہم بیٹھے ہیں وہاں اس روشنی کا جسم نہیں وہاں ہمارا جسم ہے۔ وہاں سے ہم ذرا سا سرکیں تو اس جگہ فوراً روشنی آجائے گی۔ وہاں کچھ بھی نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا۔ خلاء محال ہے۔ اب دن ہے اس وقت بھی روشنی ہر جگہ نہیں جہاں ہمارے اپنے اجسام ہیں یا دوسری مادی اشیاء ہیں وہاں یہ روشنی نہیں ہے وہاں یا ہم ہوں گے یا روشنی (یا اندھیرا ہوگا) ایک جگہ ایک ہی جسم ہو سکے گا۔

(۴) ہر حادث اور مخلوق چیز زمانی ہے۔ ایک وقت تھا وہ موجود نہ تھی اور ایک وقت آئے گا وہ اس حال میں نہ ہوگی۔ کوئی مخلوق دائم الزمان نہیں۔ نہ کوئی ایک مخلوق ہر آن وسیع المکان ہے کہ پورے دائرہ امکان میں ہر جگہ ہو یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ پورے عالم امکان میں وہ ایک ہی مخلوق ہو اور اس کے سوا کچھ اور نہ ہو۔

(۵) ہر حادث اور مخلوق تغیر پذیر ہے۔ کوئی مخلوق ہمیشہ کے لیے ایک حال میں نہیں رہتی۔ کسی مخلوق کو زمان و مکان کی قید سے آزاد رکھ کر ہمیشہ ایک حال میں یقین کرنا اس کے حادث اور مخلوق ہونے کی نفی کرنا ہے۔

(۶) جن چیزوں کو عالم امر سے وجود ملا (جیسے ارواح) ان میں بھی باہمی تداخل نہیں۔ جہاں ایک ہے وہاں دوسری نہیں۔ اس کا دائرہ عمل کتنا وسیع کیوں نہ ہو اور اسے کتنی سرعت سیر کیوں نہ ملی ہو یہ بھی کلیۃً امر الٰہی کے تحت ——— اسے صرف اس دخل و عمل کے سبب لامکان کہتے ہیں۔ ورنہ جس پر زمانے کی گردش ہے۔ اس پر کسی نہ کسی پیرایہ میں مکان کی بھی بندش ہے۔

یہ اشیاء محدثہ کے خواص ہیں جو ہر مخلوق میں چھوٹا ہو یا بڑا پوری ہدایت سے پائے جاتے ہیں اور کوئی پڑھا لکھا آدمی ان قواعد کلیہ کا انکار نہیں کر سکتا۔ عالم امر کی ایجاد اور اس کے انتقالات سب امر الٰہی کے تحت ہیں جس طرح عالم خلق اس سے ہے عالم امر بھی اسی سے ہے۔ الا له الخلق والامر۔ (پ الاعراف آیت ۵۴)

آئیے اب مختلف الانواع مخلوقات پر اس اعتبار سے غور کریں۔

انسان اور جن

ایک جسم میں انسانی روح تھی اور انسانی شعور تھا۔ کوئی جن اس جسم میں داخل ہوا اس جسم کا پہلا انسانی شعور جاتا رہا۔ اب اس کے اندر سے جن بولتا ہے۔ انسان کا جسم اور جن کا جسم مختلف الانواع ہیں۔ اب ان میں اتحاد ہوا۔ جن کی روح عرض کی طرح اس پر اتری۔ اب روح کا شعور اگر جن کا ہے تو اس وقت وہ جسم انسان کا نہیں، اور انسان کا ہے تو جن کا نہیں۔ جن گیا اور انسانی شعور لوٹ آیا تو اب وہ انسانی جسم ہوا۔

انسان اور فرشتے

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ایک اپنا جسم ہے جس کے ساتھ وہ فرشتوں میں رہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کو آپ کی اصلی شکل میں دو دفعہ دیکھا — پھر آپ عام طور پر حضورؐ کے سامنے انسانی شکل میں آتے رہے — حضرت مریم کو بھی آپ انسانی شکل میں دکھائی دیتے تھے۔ متعدد صحابہ کرامؓ نے بھی آپ کو (حدیث جبرئیل کے مطابق) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایمان و اسلام کے سوالات کرتے دیکھا اور سنا۔ اور اس وقت آپ انسانی شکل میں تھے۔

اب ظاہر ہے کہ آپ جب حضورؐ اور صحابہؓ کے سامنے انسانی شکل میں آتے ہوئے تھے اس وقت آپ اپنی اس آسمانی صورت میں اوپر نہ ہوتے تھے اور جب اصلی شکل میں ہوتے تھے تو زمین پر آپ انسانی شکل میں نہ ہوتے تھے۔ حادث اور مخلوق کی خاصیت ہے کہ وہ بیک وقت دو مختلف جگہوں میں نہ ہو۔ اگر کبھی کہیں ایسا دکھائی دے تو ایک وجود اصلی ہوگا اور دوسرا مثالی کوئی مخلوق اور حادث بیک وقت اصلی وجود سے ہر جگہ موجود نہیں ہو سکتا۔

فرشتے اور جن

فرشتوں اور جنات کا تمثل مختلف صورتوں میں ممکن اور واقع ہے۔ ان کا تصرف اپنے اپنے دائرہ میں اور اپنی اپنی حدود میں واقع اور مسلم ہے۔ تاہم یہ بھی ہر وقت ہر جگہ موجود نہیں ہوتے عالم ممکنات میں کئی جگہیں ایسی ہوں گی جہاں یہ نہ ہوں جس جگہ کو جبریل نے گھیرا ہوا ہے وہاں حضرت اسرافیل نہیں ہیں۔ اور جہاں عزرائیل علیہ السلام کسی کو نظر آ رہے ہیں وہاں میکائیل ساتھ نہیں ہیں۔ ان کے اپنے اپنے اجسام ہیں مگر سب نوری ہیں اور ان کے اپنے اپنے دوائرہ ہیں جہاں یہ امر الٰہی کے تحت چل پھر سکتے ہیں یا اُڑ سکتے ہیں۔

جن عزازیل دنیا میں کتنے وسیع و عریض دائرے میں حرکت کرتا ہے مگر آسمانوں پر جانے میں اسے انگارے پڑتے ہیں۔ ان وسیع دائروں میں حاضر یا متصرف ہونے کے باوجود وہ ملاء اعلیٰ میں نہیں ہے۔ لطافت ایسی کہ انسان کے دل و دماغ میں اُترتا ہے۔ اس کے خون کی خاموش نالیوں میں تیرتا ہے۔ سامنے مختلف الانواع پہ دوں پہ اُترتا ہے۔ بایں ہمہ یہ ہر جگہ موجود نہیں۔ عالم خلق میں اس کا یہ حال ہے تو عالم امر جس کے تحت روحوں کا وجود ہے۔ وہاں اس کا پہنچنا کیسے ممکن ہوگا۔ ابلیس کو ہر جگہ موجود و حاضر سمجھنا ایک بڑی تاریکی اور جہالت ہے۔

کائنات کے مختلف دائرے

(۱) عالم خلق اور عالم امر دونوں خدا کے حکم سے قائم ہیں اور دونوں جہانوں کے اپنے اپنے حالات اور وہی اپنی کیفیات ہیں اور اپنے اپنے دوائر حرکت ہیں۔

(۲) عالم خلق میں مختلف الانواع مخلوقات کے اپنے اپنے حالات اور تصرفات ہیں فرشتوں جنوں اور انسانوں کے اپنے اپنے دوائر عمل ہیں۔

سلیمان علیہ السلام کو خود ملکہ بلقیس کی بھی اطلاع نہ ہوا اور آپ کا ایک خادم عرش بلقیس کو

کرچشم زدن میں سامنے کر دے. تو یہ اپنے اپنے دائرہ عمل کی بات ہے. فضائل و کمالات میں ان خدام میں کسی کا پھریرا حضرت سلیمان سے اونچی پرواز کا نہ تھا۔

حقائق کائنات کی ان گہری وادیوں میں اُترتے ہوئے ساتھ ساتھ ان نو باتوں پر بھی غور کر لیں تو مسئلہ زیر بحث میں ساحل مراد پر اُتر نا ان شاء اللہ العزیز بہت آسان ہو جائے گا۔

(۱) مکھی ہوا میں اُڑے اور انسان بغیر ہوائی جہاز نہ اڑ سکے تو کیا یہ مکھی کے انسان سے برتر ہونے کی دلیل بن سکے گا؟

(۲) مچھلی پانیوں میں بلا حائل مہینوں زندگی بسر کر سکے اور انسان ایسا نہ کر سکے تو کیا یہ مچھلی انسان پر فضیلت لے گئی ہے؟

(۳) بطخ پانی پر اس طرح بیٹھی تیر رہی ہے جیسے زمین پر بیٹھی ہو اور انسان کبھی بیٹھ کر تیرتا نہیں دیکھا گیا ہو تو کیا بطخ انسان پر فضیلت لے گئی ہے؟

(۴) شیطان لوگوں کے دلوں میں بُرے وسوسے ڈال سکتا ہے اور صحابہؓ ابوجہل کے دل میں کوئی نیک خیال نہ ڈال سکے تو کمال کس کا رہا؟

(۵) ملک سبا کا علم ہدہد پرندے کو ذاتی تجربے سے ہوا حضرت سلیمان کو بتانے سے اب علم ذاتی اور علم عطائی میں سے کس کو افضل مانا جائے گا. اب اگر کوئی شخص جانور (ہدہد) کے علم کو پیغمبر (حضرت سلیمان) کے علم سے اقدم ملنے تو کیا اس پر پیغمبر کی بے ادبی پر مرتد کے احکام جاری کئے جا سکیں گے؟

(۶) اصحاب کہف سالہا سال بغیر دنیا کا کھانا کھائے زندہ رہے. صحابہؓ نے دو دن بھوکا رہنے کے بعد تیسرے دن پیٹ پر پتھر باندھ لیے. ایسا کیوں؟

(۷) برادران یوسف کو پتہ تھا انہوں نے یوسف کو کس کنویں میں ڈالا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پتہ نہ تھا. اب دونوں میں سے کون افضل ہوا علم رکھنے والے یا نہ رکھنے والے؟

⑧ حضرت عمرؓ کو سینکڑوں میلوں سے سپہ سالار ساریہ نظر آ گئے اور اپنا قاتل دیوار کے پیچھے چھپا نظر نہ آیا۔ کیا آپ کی نظر کمزور ہو گئی تھی یا وہ ویسے ہی دکھائی نہ دیا تھا؟

⑨ ملک الموت اکیلا روحیں قبض کرتا ہے یا اس کے ساتھ نازعات اور ناشطات فرشتوں کی دو جماعتیں بھی ہیں؟

ملک الموت اگر اپنے سفر میں اپنی اصلی شکل میں سب انسانوں پہ برابر کی نظر رکھے اور یہ نظر حضرت یعقوب علیہ السلام کو حاصل نہ ہو تو کون افضل ہوا؟

ان تمام سوالوں کا نقطہ محور محض ایک قیاس ہے — ایک مخلوق کا دوسرے پر یا ایک حال کا دوسرے حال پر — ان قیاسات میں محض ایک وہم ہے جو کمزور انسانی فکر کو متنزلزل کرتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک مختلف النوع مخلوق کو دوسری نوع کی مخلوق پہ قیاس کرنا جائز ہے۔ عقل کے مطابق ہے اگر نہیں تو اس قسم کے قیاسات سے کام لینے والے علمی اور فکری طور پر کس درجہ کے نادان سمجھے جائیں گے یہ آپ طے کریں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا اس قسم کے قیاساتِ واہیہ سے عقائد ثابت کیے جا سکتے ہیں۔ یا عقائد کے لیے معنبوط اور قطعی دلائل ہونے چاہئیں۔

تیسرا سوال ساتھ یہ ملا لیجئے کہ قرآن کریم میں عقائد کا بیان قطعی الدلالۃ آیات میں ہے یا انہیں ان مذکورہ قیاسات پر چھوڑا گیا ہے۔ پھر ان آیات کے جو معنی بیان کئے جاتے ہیں ان آیات کے کیا وہ ایک ہی معنی ہیں یا اس میں مفسرین نے اور احتمال بھی بیان کئے ہیں؟ بصورتِ احتمال کیا وہ آیات اپنے ان معنی پر قطعی الدلالۃ رہیں؟

چوتھا سوال یہ ساتھ رکھیے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے عقائد اسلام کے ثابت کرنے میں اس قسم کے قیاساتِ واہیہ سے کام لیا ہے اور اپنے عوام کو ان قیاسات میں گم کر کے انہوں نے اپنے پیروؤں سے قرآن کی محکمات چھڑا دی ہیں۔

اب ہم یہاں سے مقدمے کو ختم کرتے ہیں۔ ان سوالات کا جواب اور ان اشکالات

کامل آپ کو اسی رسالہ میں ملے گا۔ البتہ ترتیب مختلف ہوگی حق تعالیٰ حق سمجھنا آسان فرمائے۔

بریلویت کی فصل جہالت کی زمین میں بوئی گئی ہے

مذکورہ مثالوں سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ بریلوی علماء اپنے عوام کو بس اسی قسم کی باتوں سے مطمئن رکھتے ہیں اور وہ بے چارے جان نہیں پاتے کہ گمان اور علم میں اور ظن اور یقین میں کتنے دور کے فاصلے ہیں عقائد کبھی گمان سے قائم نہیں ہوتے اور سنت کی منزل کبھی بدعت کی راہوں سے نہیں ملتی۔ بدعت کے اندھیروں میں رہنے والے اپنے آپ کو اہل سنت کہیں تو کیا یہ قباحت نہیں۔

نام لیے بغیر گجرات کا ایک واقعہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں ایک مفتی صاحب فوت ہوئے تو ان کے ترکہ میں ان کی قبر بھی زیر عہد آئی۔ ایک بھائی کو کہا گیا کہ وہ مفتی صاحب کی کل جائداد لے لے مگر قبر کی تولیت سے دستبردار ہو رہے اور دوسرا بھائی قبر کی تولیت لے اور والد کی سب جائداد اپنے بھائی کے حق میں چھوڑ دے۔

فیصلہ ہو گیا اور قبر جس کے حصہ میں آئی وہ دس سال میں بھائی کے برابر صاحب جائداد ہو گیا اور قبر بلا شرکت غیرے اس کی تولیت میں رہی اور جہالت کا یہ سدا بہار درخت اگلے دس سالوں میں دگنی فصل لا رہا ہے۔

قبروں پر ہونے والے عرسوں سے فائدہ صاحبِ مزار کو پہنچتا ہے یا مجاوروں کو۔ یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں اس کی مکمل بحث آپ کو چھٹی جلد میں ملے گی یہاں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بریلوی علماء اب تک عقائد خمسہ کے اثبات میں کتاب و سنت کی کوئی قطعی الدلالت بات پیش نہیں کرسکے قطعی الدلالۃ بات میں کوئی الجھاؤ نہیں رہتا اور بریلوی علماء اپنے عوام کو الجھائے بغیر جہالت کی زمین میں بوئی اپنی فصل کو کاٹ نہیں سکتے۔ والحق احق ان یتبع واللہ علیٰ مانقول شہید۔

ہائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

مؤلف عفا اللہ عنہ

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد :-

اسلام میں عقائد کا معاملہ بہت اہم اور نازک ہے۔ عملوں میں کمزوری کی چھوٹ فضلِ الٰہی سے مل سکتی ہے۔ مگر عقائد میں غلطی اور سہل انگاری لائق درگذر نہیں۔ عقائد کی جنگ ان کمزور قیاسات اور غلط مقدمات سے نہیں جیتی جا سکتی جو بریلویوں نے اس سلسلہ میں قائم کر رکھے ہیں۔ ان کے لیے قرآن کریم کے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہے اور وہ بریلویوں کے ہاں یکسر مفقود ہیں۔ بدعات میں ان کے پہلے امام مولانا عبدالسمیع رامپوری ہوئے ہیں۔ یہ مولانا احمد رضا خاں کے پیشرو ہیں اور خاں صاحب انہیں اپنا بڑا بھائی کہتے تھے۔ آپ عقیدہ حاضر و ناظر کے ثبوت میں لکھتے ہیں :-

> چاند سورج ہر جگہ موجود ہے اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت (یعنی ہر جگہ ہونا) خدا کی کہاں ہوئی اور تماشا یہ کہ اصحابِ محفلِ میلاد (بریلوی حضرات) تو زمین کی ہر جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک و کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔[1]

دیکھئے کیسے غلط مقدمے باندھے ہیں۔ ۱۔ چاند سورج ہر جگہ موجود ہے ـــــ یہ غلط ہے جہاں چاند ہے وہاں سورج نہیں، جہاں سورج ہے وہاں چاند نہیں۔ دونوں علیحدہ علیحدہ جرم ہیں۔ جہاں زحل ہے وہاں عطارد نہیں، جہاں عطارد ہے وہاں مریخ نہیں ـــــ اس پہ دنیا میں

---

[1] انوار ساطعہ صد ۵۲ صد ۵۳

جہاں زید ہے وہاں بکر نہیں۔ یعنی جو جگہ زید نے گھیر رکھی ہے وہاں بکر نہیں۔ اشیاء مخلوقہ محدثہ میں سے کوئی بھی ہر جگہ نہیں۔ جہاں ایک چیز ہے وہ جگہ دوسری کی نہیں۔ مگر مولانا رامپوری ہیں کہ چاند سورج دونوں کو ہر جگہ موجود بتلا رہے ہیں۔ دونوں کا فیض عام ہو یہ اور بات ہے اور دونوں ہر جگہ موجود ہوں یہ ایک بالکل دوسری بات ہے۔

پھر لکھتے ہیں ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے۔ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ بغداد میں جہاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا روضہ ہے وہاں شیطان نہیں ہے۔ اس قبر میں آپ ہیں ابلیس نہیں ہے۔ ابلیس کو ہر جگہ موجود ماننا کیسا غلط عقیدہ ہے اور کس بے ادبی پر منتج ہوتا ہے ——— استغفر اللہ العظیم ——— بریلوی مولویوں کے اس عقیدہ سے اللہ حضورؐ کی امت کو بچائے۔

پھر ان بریلویوں نے ابلیس کے ہر جگہ موجود ہونے ملک الموت کے ہر جگہ موجود ہونے کو حضورؐ کے ہر جگہ موجود ہونے کے برابر سمجھ رکھا ہے۔ تبھی تو اس مقدمے میں انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔

"تو یہ صفت (ہر جگہ موجود ہونا) خدا کی کہاں ہوئی" ——— (یعنی ہر جگہ موجود ہونا خدا کی صفت نہیں ہے)۔

یہ ساری محنت کس لیے ہو رہی ہے کہ خدا کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی کس طرح نفی کی جا سکے۔ ہر جگہ موجود ہونا شیطان، ملک الموت اور انبیائے کرام کی صفت قرار دی جائے۔ مولانا عبدالسمیع نے تو ابلیس کو ہی ہر جگہ حاضر و ناظر مانا تھا مولانا احمد رضا خاں نے تو کرشن کنہیا کو بھی سینکڑوں جگہ موجود اور حاضر مان لیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرما لیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔[1]

مولانا عبدالسمیع صاحب نے خدا کے ہر جگہ موجود ہونے کی نفی کی ہے۔ ان سے اچھے تو مولانا دیدار علی الوری ہی رہے جنہوں نے اللہ رب العزت کے حضور و نظور کو تسلیم کرتے ہوئے حضورؐ

---

[1] دیکھئے ملفوظات حصہ اول ص ۱۱۹

صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح حاضر و ناظر ہونے کی صاف لفظوں میں نفی کی مولانا عبدالعلی لکھتے ہیں۔

لفظ حاضر ناظر سے اگر حضور و نظور بالذات مثل حضور و نظور باری تعالیٰ ہر وقت و لحظہ مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط و مفضی الی الشرک ہے۔۔۔۔۔ یہ عقیدہ کسی جاہل دا جہل کا بھی نہ ہوگا۔[1]

کاش کہ مولانا عبدالسمیع ابلیس کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننے اور خدا کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرنے سے پہلے قرآن کریم کی ان آیات کو پڑھ لیتے۔

(۱) الم تر ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض۔ ما یکون من نجویٰ ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم اینما کانوا۔ (پ۲۸ المجادلہ آیت ۷)

ترجمہ۔ کیا تو نے دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ ـــ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں ہوں۔ (ترجمہ مولانا احمد رضا خاں)

(۲) ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔

(پ۱۰ التوبہ آیت ۴۰)

ترجمہ۔ صرف دو جان تھے جب وہ غار میں تھے جب اپنے ساتھی سے آپ کہتے غم نہ کر بے شک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

---

[1] رسول القیام ص۱۵

سوچیٔ! یہ بھی کوئی دین ہے۔ ابلیس کو ہر جگہ موجود ماننا، کرشن کنہیا کو کئی سو جگہ پہ حاضر و ناظر ماننا اور خدا سے حاضر و ناظر ہونے کی نفی کرنا ۔۔۔ استغفر اللہ العظیم ۔۔۔ ضد بریلویوں کو کہاں سے کہاں لے آئی ہے۔

سوال: اکابر علمائے اہل السنۃ والجماعۃ میں سے کسی نے اللہ رب العزت کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہے؟

جواب: ہاں! حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانیؒ نے اس باب میں کہ انسان خدا سے ڈرتا رہے اس سے شرم کرے اور گناہوں پہ جری نہ ہو۔ لکھتے ہیں:۔

حق تعالیٰ بر احوال جزوی و کلی او مطلع است از حاضر و ناظر شرم باید کرد[1]

بدانکہ حق تعالیٰ حاضر است غائب نہ[2]

اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کی حقیقت اور کنہ کو ہم پا نہیں سکتے۔ اتنا جانتے ہیں کہ وہ اپنے علم محیط سے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ بریلویوں نے جب یہ لفظ (حاضر و ناظر) انبیاء اور اولیاء کے لیے استعمال کرنا شروع کیا تو سننے والوں کا ذہن اس سے اسی طرف مائل ہوتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ ہر جگہ سے ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ انبیاء و اولیاء سے بھی کوئی چیز قریب و بعید کے فاصلے پر نہیں۔ وہ بھی ہر جگہ کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز ان سے دور نہیں۔ بریلوی عوام آج اسی عقیدے سے انبیاء و اولیاء کو ہر جگہ ہر آن حاضر و ناظر مانتے ہیں ان کے علماء اپنے ہاں کوئی تاویل کرلیں تو کرلیں۔ لیکن جہاں تک عوام کا تعلق ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتے ہیں جس طرح خدا کو اور ظاہر ہے کہ یہ صریح شرک ہے اور بقول مولانا دیدار علی اس کا قائل سوائے جاہل و اجہل کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

مولانا عبدالسمیع رامپوری نے اس شرکیہ عقیدے سے ان لفظوں میں کنارہ کشی کی ہے:۔

---

[1] مکتوبات دفتر اوّل ص۱۱ [2] مکتوبات قدوسیہ ص۲۹

اصحاب محفل میلاد تو زمین کی ہر جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوے کرتے ..... ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک و کفر و غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔[1]

اس عبارت میں یہ چار باتیں غور طلب ہیں:۔

(۱) — یہ اہل بدعت اس وقت تک اہل السنۃ والجماعۃ سے موسوم نہ تھے۔ انہیں اصحاب محفل میلاد کہا جاتا تھا اور اہل السنۃ والجماعۃ علمائے حق کو ہی سمجھا جاتا تھا۔ زمانے کا انقلاب ہے کہ اب ان لوگوں نے بھی اپنے آپ کو اہل السنۃ کہنا شروع کر دیا ہے۔ سنت کہاں اور بدعت کہاں بھلا اہل بدعت بھی کہیں اہل سنت ہو سکتے ہیں۔

(۲) — ان اہل بدعت کا دعوے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہونے کا نہ تھا۔ وہ زمین کی ناپاک جگہوں اور اہل کفر کی مجلسوں اور محفلوں میں حضور کو حاضر و ناظر نہ ماننے تھے اسے حضور کی بے ادبی جانتے تھے۔ مگر افسوس کہ اب بریلوی لوگ اس حد کے بھی پابند نہیں رہے اور وہ اسی طرح حضور کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتے ہیں۔ جیسے اللہ رب العزت کو۔

(۳) — بریلویوں کے ہاں حضور کا ہر جگہ موجود ہونا کمالات رسالت میں سے نہیں۔ ورنہ وہ ابلیس کو ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر نہ مانتے۔

(۴) — بریلوی عقائد میں شیطان کو جو ہر جگہ پاک و ناپاک اور کفر و غیر کفر میں حاضر و ناظر ہونے کی جو وسعت حاصل ہے وہ (معاذ اللہ) حضور کو بھی نہیں اور اس میں ابلیس اور ملک الموت دونوں آپ سے بڑھ گئے۔ (استغفر اللہ العظیم)

بریلویوں کے عقیدہ حاضر و ناظر کی علمی تنقیح

ایک دفعہ گلاسگو میں جمعیت علمائے برطانیہ کی مرکزی کانفرنس تھی مقامی بریلوی علماء اہلسنت

---

[1] انوار ساطعہ صفحہ ۵۳

کے اس اجتماع سے بہت الجھن تھے۔ انہوں نے دو انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ہماری جائے قیام پر بھیجا تاکہ وہ ہم سے کچھ عقائد کی باتیں پوچھیں اور اگر اختلاف ظاہر ہو تو علماء حق کو بدنام کیا جا سکے ــــ ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر پہل کر دی۔

سوال: کیا آپ حضور پیغمبر اسلامؐ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں؟

جواب: حاضر و ناظر تو آپ بھی ہیں۔ کیا آپ یہاں موجود نہیں؟ موجود کو کہتے ہیں حاضر۔ اور کیا آپ دیکھ نہیں رہے۔ نابینا ہیں؟ نہیں تو آپ ناظر بھی ہوئے۔ تو جب آپ موجود بھی ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں تو حاضر و ناظر نہ ہوئے؟ اس نوجوان نے ہاں میں سر ہلایا اور پھر سوال کیا؟

سوال: میں تو صرف یہیں حاضر و ناظر ہوں ہر جگہ تو حاضر و ناظر نہیں ہوں ــــ حضور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں؟

سوال پر سوال: تم اس وقت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو یا اس وقت کے بارے میں جب آپ دنیا میں تشریف فرما تھے؟

جواب طالب علم: پہلے اس وقت کے بارے میں بتائیں اور پھر اس وقت کے بارے میں۔

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا میں تھے تو بے شک حاضر و ناظر تھے آپ اپنی مجالس میں موجود بھی ہوتے اور حاضرین کو دیکھتے بھی تھے۔ تو حاضر بھی ہوئے اور ناظر بھی ــــ لیکن اُس وقت بھی آپ ہر جگہ موجود نہ ہوتے تھے۔ جب آپ مکہ مکرمہ میں تھے تو مدینہ منورہ میں نہ تھے اور جب معراج کی رات آسمانوں پر تھے تو زمین پر نہ تھے۔ جب آپ مسجد میں ہوتے تھے تو گھر نہ ہوتے تھے۔

طالب علم: اور اب وفات کے بعد؟

جواب: اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک جگہ پر موجود ہیں جیسا کہ اُس دُنیا میں ہوتا تھا اور وہ جگہ حضورؐ کا روضۂ انور ہے جو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے حضورؐ

وہاں بالذات موجود ہیں اور حاضرین کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

سوال طالب علم : کلمہ شریف کا ترجمہ کیا ہے ؟

جواب : ایک خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

سوال : آپ اللہ کے رسول ہیں یا اللہ کے رسول تھے ؟

جواب : آپ اللہ کے رسول ہیں۔

سوال : جب آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ ہر جگہ ہوئے یا نہ ـــــ ورنہ یہ کہنا بہتر ہے کہ آپ اللہ کے رسول تھے ؟

جواب : آپ کی رسالت بے شک ہر جگہ کے لیے ہے اور اسی لیے ہم نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں ـــــ لیکن آپ خود ایک ہی جگہ پر ہیں۔ رسالت کے ہر جگہ ہونے سے رسول کا ہر جگہ ہونا لازم نہیں آتا۔

لیجئے ہمارے ملک (پاکستان) کا ـــــ پورے ملک کا ایک صدر ہے۔ اس کی صدارت تو بے شک پورے ملک کے لیے ہے۔ لیکن خود تو وہ ایک جگہ ہوگا۔ ورنہ لوگ اسے ملنے ایوانِ صدر کیوں جاتے ؟

سوال : اچھا آپ بتائیں کہ حضور پیغمبر اسلامؐ کیا اس وقت دنیا میں ہر جگہ موجود نہیں؟

سوال بر سوال : اچھا تم بتاؤ تمہارا عقیدہ کیا ہے ؟

جواب طالب علم : بے شک حضور ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

سوال بر جواب : جب تم حضورؐ کا لفظ بول رہے ہو اور کہتے ہو کہ حضورؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو تم حضورؐ سے کیا مراد لیتے ہو ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف روح مبارک یا روح و جسد کا مجموعہ یا صرف جسدِ اطہر تم کس چیز کو ہر وقت ہر جگہ حاضر کہتے ہو ـــــ روح کو یا مجموعی ذاتِ اقدس کو ؟

جواب طالب علم : یہ تو مجھے میرے بھیجنے والوں نے نہیں بتایا کہ آپ صرف روح

مبارک سے حاضر و ناظر ہیں یا جسدِ پاک سے۔

سوال: جب تم یہ جملہ خود بولتے ہو کہ حضورؐ ہر جگہ پہ حاضر و ناظر ہیں تو تم اندازے سے بتاؤ کہ تمہارا بریلویوں کا عقیدہ کیا ہوگا۔ صرف روح سے حاضر و ناظر ہونا یا کہ مجموعی طور پہ؟

جواب طالب علم: میرا خیال ہے کہ حضورؐ اپنے جسدِ اطہر کے ساتھ ہر جگہ حاضر نہیں ہیں۔ صرف آپ کی روح مبارک ہر جگہ ہے۔

سوال: تو پھر آپ پُورے حاضر و ناظر تو نہ ہوئے آدھے حاضر و ناظر ہوتے۔۔۔ صرف روح سے۔۔۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو؟

جواب طالب علم: مجھے اجازت دیں میں اپنے علماء سے اپنا عقیدہ پُوچھ کر آتا ہوں؟

سوال: اگر تمہیں اپنا عقیدہ اب تک معلوم نہیں اور تم اس بات کو بارہا دُہرا چکے ہو کہ حضورؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو ایسا کہتے کچھ تو تمہارا عقیدہ ہوتا ہوگا؟

طالب علم: میں نے کبھی نہیں سوچا۔ ہمارے علماء بھی کہتے ہیں حاضر و ناظر اور ہم بھی کہتے ہیں حاضر و ناظر۔۔۔ لیکن نہ وہ یہ بات کھولتے ہیں نہ ہم کبھی ان سے پُوچھتے ہیں۔۔۔ لیکن اب میں پوچھ کر آتا ہوں مجھے اجازت دیں۔

(دونوں طالب علم چلے جاتے ہیں اور تقریباً دو گھنٹے کے بعد آتے ہیں۔۔۔ وہ طالب علم کہنے لگا ہمارے علماء نے ہمیں منع کیا ہے کہ ان باتوں میں نہ پڑو۔ ان باتوں کی تفصیل بتانے سے ایمان جاتا رہے گا۔ یہ کبھی نہ سوچو کہ آپ صرف روح سے حاضر و ناظر ہیں یا روح اور جسد دونوں سے۔۔۔ کیا ہم نے پہلے سے آپ لوگوں کو نہیں بتا رکھا کہ ان لوگوں کے پاس نہ جاؤ۔۔۔ دیکھو کس طرح انہوں نے تمہیں الجھاؤ میں ڈال دیا ہے۔۔۔ طالب علموں نے کہا اب ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے۔ ہم وعدہ کرکے آئے ہیں کوئی مختصر سا جواب بتادو۔۔۔ انہوں نے

ایک جواب بتا یا اور وہ طالب علم آگئے)

طالب علم: ہاں تو وہ آپ کا سوال کیا تھا؟

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا صرف روحِ اقدس سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں یا روحِ اقدس اور جسدِ اطہر کے مجموعہ کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں۔ اس میں تمہارے علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: ہمارے علماء نے کہا ہے تم اس میں نہ پڑو، صرف حاضر و ناظر کہو اور اس کی بحث میں نہ جاؤ۔

سوال: جب تم ایک عقیدہ رکھتے ہو تو اس عقیدے کا کچھ نہ کچھ مفہوم تو آپ کے ذہن میں ہونا چاہیئے۔ بغیر سمجھنے کے یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: جس طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کس طرح حاضر و ناظر ہے اسی طرح سرکار کی بات ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن آپ ہیں حاضر و ناظر۔

جواب الجواب: عزیز محترم! یہ شرک کی ابتداء ہے۔ جب تمہیں مخلوق کی بحث کرتے ہوئے خالق کی مثال لانی پڑے اور کوئی جواب تم سے بن نہ پڑے تو سمجھو شرک کا آغاز ہو گیا خدا بے مثل ذات ہے نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ اس کی ذات اور کنہ کا کسی کو ادراک ہے بخلاف انبیاء کے ــــ وہ سب ذاتاً انسان ہیں ان کے اجسام تھے ــــ ان کے اجسام لوگوں نے دیکھے ــــ انہیں آتے جاتے دیکھا۔ ان کے نکاح ہوتے دیکھے ــــ ان کی اولاد دیکھی ــــ وہ غیر مدرک بالکنہ کبھی نہیں قرار دیئے گئے ــــ ان کے لیے خدا کی مثال لانا یہی تو وہ غلطی ہے جس میں بریلوی علماء پڑے ہوتے ہیں ــــ یاد رکھو شرک کا گناہ کبھی نہ بخشا جائے گا۔ جب تم سوال و جواب میں معذور ہو جاؤ اور خدا کی مثال لانے پر آجاؤ تو سمجھو کہ تم الحاد کی دہلیز پہ آکھڑے ہوئے ہو ــــ حضورؐ کو حاضر و ناظر ماننے کے لیے اب جو تم خدا کی مثال دے رہے ہو کیا یہ شرک نہیں ہے؟

طالب علم: مجھے سمجھ آگئی ہے۔ میں حضورؐ کو حاضر و ناظر ماننے کے لیے خدا کی مثال نہیں دیتا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف روحِ مبارک سے حاضر و ناظر ہیں جسم کے ساتھ

نہیں جسم آپ کا صرف قبر مبارک میں ہے۔

دوسرا طالب علم : (پہلے کو مخاطب کرتے ہوئے) نہ ایسا نہ کہو۔ اس کا مطلب تو یہ ہو گا کہ آپ آدھے حاضر و ناظر ہیں۔ انسان روح و بدن کے مجموعہ کا نام ہے۔ جب آپ صرف روح سے حاضر و ناظر ہوئے تو آپ پورے حاضر و ناظر نہ ہوئے

ہمارا سوال : اچھا آپ یہ بتائیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف روح اقدس سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو کب سے حاضر و ناظر ہیں ؟ وفات کے بعد سے ؟ یا وفات سے پہلے بھی آپ کی روح مبارک بدن مبارک سے جدا دنیا میں ہر جگہ پھیلی تھی ؟ بے شک تمہارے پاس علم نہیں ــــ ، تمہارے علماء بھی تمہیں بتاتے نہیں ــــ لیکن یہ تمہارا ایک عقیدہ ہے تو اس کا کچھ خاکہ تو تمہارے ذہن میں ہونا چاہیئے ۔

طالب علم : میرا خیال ہے آپ وفات کے بعد ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے ہیں ، وفات سے پہلے آپ کی روح مقدسہ آپ کے بدن میں تھی ۔

سوال : اچھا آپ اگر اپنی وفات کے بعد ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا شروع ہوئے تو یہ عقیدہ تمہیں بتایا کس نے ؟ آپ کی وفات کے بعد ہونے والی بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی ؟ دین تو وہی ہے جو آپ نے اپنی حیات طیبہ دنیویہ میں بیان کیا اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم اتری اور دین مکمل ہونے کا اعلان ہو گیا اب یہ وفات کے بعد آپ نے کیا عقیدہ ترتیب دے لیا اور تمہیں یہ عقیدہ بتا کون گیا ؟

طالب علم : یہ عقیدہ ہمارے بریلوی علماء نے بتایا ہے ۔

جواب : علماء کا کام مسئلہ بتانا ہوتا ہے مسئلہ بنانا نہیں ہوتا حضورؐ کی وفات کے بعد جو یہ مسئلہ بنا کہ حضورؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تو اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی یہاں کی زندگی میں ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے ؟

طالب علم: ہاں اس سے تو پتہ چلا کہ یہ عقیدہ ہی بالکل بے بنیاد ہے جس میں ہمیں ہمارے مولویوں نے ڈال رکھا ہے

دوسرا طالب علم: نہیں اس طرح بات نہیں حضورؐ کی روح مبارک زندگی میں صرف بدن میں نہ تھی بدن سے باہر بھی ہر جگہ پھیلی تھی اور آپ اس وقت بھی حاضر و ناظر تھے۔

سوال: اگر آپ کی روح اقدس دنیا میں ہر جگہ پھیلی تھی تو اس سے لازم آتا ہے کہ دنیا میں اور کوئی چیز موجود نہ ہو کیونکہ جو چیز بھی ہوگی وہ کوئی جگہ لے گی جگہ گھیرے گی تو ایک جگہ دو چیزیں بیک وقت کیسے موجود ہو سکتی ہیں۔ اگر آپ عالم ارواح میں بھی ہر جگہ موجود تھے تو کیا عالم ارواح میں اور ارواح نہیں تھیں؟ اگر تھیں تو کچھ سوچو۔ ایک جگہ میں بیک وقت دو روحیں کیسے ہو سکتی ہیں۔ ایک چیز کوئی جگہ گھیرے تو دوسری چیز تو وہاں موجود نہیں ہوتی۔

طالب علم ۲: خدا بھی تو ہر جگہ موجود ہے تو کیا اس سے تمام مخلوقات کی نفی ہو گئی؟

طالب علم ۱: نہ نہ — خدا کی مثال نہ دو۔ وہ تو بے مثل ذات ہے۔ اس کی مثال دو تو واقعی شرک ہو جائے گا۔

سوال: اچھا اگر آپ کی روح اقدس شروع سے ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو یہ بتائیں کہ حضرت مریم کی والدہ اپنی بیٹی مریم کو بیت المقدس میں رہنے کے لیے چھوڑنے آئیں اور وہاں کے رہنے والے بچی کی پرورش کے لیے آپس میں قرعہ اندازی کر رہے تھے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں حاضر و ناظر تھے یا نہ؟

طالب علم ۲: کیوں نہیں؟ جب آپ شروع کائنات سے روح مبارک کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوئے تو وہاں حاضر و ناظر کیوں نہ ہوں گے۔

اس پر ہم نے کہا۔ لاؤ قرآن کریم میں دیکھیں اس وقت آپ اس موقع پر وہاں موجود تھے یا نہ؟ — قرآن کریم کھولا گیا۔

وما كنت لديهم اذ يلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم وما كنت لديهم
اذ يختصمون۔ (پ۳ آل عمران آیت ۴۴)

ترجمہ۔ اور آپ اس وقت ان کے سامنے نہ تھے جب وہ اپنے قلم تیرنے کے لیے ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کو اپنی کفالت میں لے اور آپ وہاں نہ تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

طالب علم ۲: ہو سکتا ہے یہ آیت منسوخ ہو چکی ہو۔ قرآن کی بعض آیتیں ناسخ و منسوخ بھی تو ہیں۔

جواب: نسخ احکام میں ہوتا ہے واقعات اور اخبار میں نہیں۔ حکم دیا جائے کہ یہ کام کرو اور بعد میں کہا جائے کہ اب نہ کرو تو اس میں کوئی تعارض نہیں لیکن خبروں میں تعارض کیسے ہو سکتا ہے کہ کبھی کہا جائے کہ آپ وہاں نہ تھے اور پھر کہا جائے کہ آپ وہاں تھے۔

طالب ۱: تو پھر یہ آیت متشابہات میں سے ہو گی۔ کیا قرآن میں بعض آیتیں متشابہات میں سے نہیں ہیں؟

جواب: یہ آیت واقعات میں سے ہے متشابہات میں سے نہیں اسے امر واقع کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ واقعات میں متشابہات نہیں ہوتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ یوسف کے نازل ہونے سے پہلے کیا حضرت یوسف کے اس سارے واقعہ کا کہ کس طرح آپ کو آپ کے بھائیوں نے کنویں میں گرایا علم تھا؟ اگر آپ اس وقت بھی ہر آن حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھے تو کیا آپ ان کے احوال سے بے خبر رہ سکتے ہیں؟

طالب علم ۲: نہیں؛ آپ یقیناً یہ سب واقعات دیکھ رہے تھے۔

جواب: اچھا اب آیئے قرآن کریم میں دیکھیں۔

نحن نقص عليك احسن القصص بما اوحينا اليك هذا القرآن وان

كنت من قبله لمن الغافلين۔ (پ۱۲ یوسف آیت ۳)

ترجمہ مولانا احمد رضا خاں:

ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی۔

طالب علم: میں تو مطمئن ہو گیا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع سے ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں چلے آ رہے۔ لیکن وفات کے بعد آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو گئے ہوں تو اسے ماننے میں کیا حرج ہے؟

جواب: اس پر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ وفات کے بعد حاضر و ناظر ہوئے تو زندگی میں تو آپ ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے۔ اب یہ وفات کے بعد کا عقیدہ آپ کون بتا گیا ہے؟ (اس پر دونوں طالب علم خاموش ہو گئے اور جاتے سے پہلے انہوں نے یہ سوال کیا)۔

سوال: صحابہ کرامؓ حضورؐ کی زندگی میں آپ کو ہر جگہ حاضر اور موجود سمجھتے تھے یا وہیں آپ کو حاضر سمجھتے جہاں آپ موجود ہوتے تھے؟

جواب: جہاں حضورؐ موجود ہوتے وہاں تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر سمجھتے اور جہاں آپ سامنے نہ ہوتے تو وہ (صحابہ کرامؓ) آپ کو حاضر اور موجود نہ سمجھتے تھے۔

سوال: اس پر کوئی حوالہ آپ دکھا سکتے ہیں؟ کسی حنفیوں کی کتاب سے دکھائیں وہابیوں کی کوئی کتاب نہ ہو؟

(اتفاق سے ہمارے پاس حافظ ابو بکر احمد بن علی الجصاص رازیؒ (۳۷۰ھ) کی کتاب احکام القرآن کی دوسری جلد موجود تھی ہم نے ان طلبہ کو مع ان علماء کے جو ہمارے ساتھ تھے اس کے ص۲۱۲، ص۲۱۳ سے یہ حوالہ دکھایا۔

عن عقبہ بن عامر قال جاء خصمان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقال اقض بینھما یا عقبۃ۔

ترجمہ: عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاکؐ کے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے۔ آپؐ نے فرمایا اے عقبہ ان دونوں میں فیصلہ کردو۔

یہ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا امر فرمایا ہے۔ اس صحابی نے تعجب سے کہا کیا آپ کے سامنے میں فیصلہ کروں یعنی یہ میرے لائق نہیں کہ آپ کی موجودگی میں اس کا فیصلہ میں کروں۔ میں کس طرح اس کی ہمت کر سکتا ہوں اس کے لیے عقبہ بن عامرؓ نے جو الفاظ کہے وہ یہ ہیں:۔

یارسول اللہ اقضی بینھما وانت حاضر[1]

اس سے پتہ چلا کہ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھتے تھے۔ جب حضورؐ سامنے ہوں تو وہ سمجھتے تھے کہ حضورؐ یہاں حاضر ہیں جب سامنے نہ ہوں تو وہ آپ کو وہاں سے غائب (غیر حاضر) جانتے تھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ (۱۸ھ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا اور انہیں عدالتی فیصلوں کی تربیت دی۔ حضورؐ نے خود مدینہ ہونا تھا اور انہوں نے یمن میں آپ کی عدم موجودگی (حاضر و ناظر نہ ہونے) میں فیصلے کرنے تھے اور حضرت عقبہ بن عامرؓ کے ذمہ آپ کے سامنے یہ فیصلہ کرنے کا کام لگا۔

فقہاء نے اس سے دو طرح کے اجتہاد کا استدلال کیا ہے:۔

(۱) حضورؐ کی عدم موجودگی میں فیصلے کرنا۔

(۲) آپؐ کی موجودگی (آپ کے سامنے) فیصلہ کرنا۔

---

[1] رواہ الجصاص الرازی فی احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ قال حدثنا عبد الباقی بن قانع قال حدثنا اسلم بن سہل قال حدثنا محمد بن خالد بن عبد اللہ قال حدثنا ابی عن حفص بن سلیمان عن کثیر بن شنظیر عن ابی العالیۃ عن عبد اللہ بن عامر۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہؓ کا آپ کے ہر وقت ہر جگہ موجود ہونے (حاضر و ناظر ہونے) کا عقیدہ نہ تھا۔ امام جصاص رازیؒ لکھتے ہیں:۔

فاما الحالان اللتان کان یجوز فیھما الاجتہاد فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حال غیبتھم عن حضرتہ کما امر النبی معاذاً حین بعثہ الی الیمن ..... والحال الاخری ان یامرہ النبی بالاجتہاد بحضرتہ[1]

ترجمہ: یہ جو دو حالتیں ہیں جن میں حضورؐ کے اس دنیا میں ہوتے ہوئے اجتہاد جائز ہے ان میں (۱) ایک حالت وہ ہے جب حضورؐ وہاں موجود نہ ہوں جیسا کہ نبی پاکؐ نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور (۲) دوسری حالت یہ ہے کہ حضورؐ وہاں حاضر ہوں اور دوسرا اجتہاد کرے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ کا آپ سے اس طرح عرض کرنا اقضی بینھما وانت حاضر بتاتا ہے کہ حضورؐ کبھی صحابہؓ کے سامنے ہوتے تھے اور کبھی ان سے غائب ہوتے تھے اور صحابہؓ اس وقت آپ کو غائب میں سمجھتے تھے حاضر و ناظر نہ سمجھتے تھے جب آپ پاس ہوتے تو ان میں سے کوئی آگے بڑھنے کی ہمت نہ رکھتا جب صحابہؓ آپ سے دور ہوتے تو وہ آپ سے غائب ہوتے اور آپ ان سے غائب ہوتے کیا ہر جگہ حاضر ہونے والا بھی کسی سے غائب ہو سکتا ہے۔

وقد مات من الصحابۃ خلق کثیر وھم غائبون عنہ[2]

خدا کا شکر ہے کہ طالب علموں کو مسئلہ سمجھ میں آ گیا اور انہوں نے اس بریلوی عقیدے کو اچھی طرح سمجھ لیا اور انہوں نے کہا ہمارے مولوی پراپیگنڈے میں اسی وقت تک چل سکتے ہیں کہ عوام اس مسئلہ کو سمجھتے نہیں اور ہمارے علماء جان کر ان کو سمجھاتے نہیں بس ایک بھیڑ کی بھیڑ ہے جو عقیدہ حاضر و ناظر کے نعرے لگا رہی ہے اور اس کا مطلب نہ یہ نعرے لگانے والے سمجھتے ہیں نہ لگوانے والے۔ ضعف الطالب والمطلوب۔ وماقدروا اللہ حق قدرہ۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۲۱۳ [2] عینی شرح صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۹۹

طلبہ چلے گئے اور اپنے پیچھے تنقیح مسئلہ کی یہ اچھی تفصیل چھوڑ گئے۔ افادہ عوام کے لیے ہم نے اس پرانی یاد کو اس بحث میں شامل کر لیا ہے۔ اس تنقیح سے اس مسئلہ کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

بریلوی علماء کا عقیدہ بھی ہر جگہ حاضر و ناظر بالوجود الموجود کا نہیں

مولانا احمد سعید کاظمی (ملتان) کہا کرتے تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجسدہ العنصری ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں مانتے۔ آپ حاضر و ناظر بالعلم ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ذرے ذرے کا آپ کو علم ہے اور آپ اس کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

یہ اپنی جگہ سے ہر چیز کا مشاہدہ فرمانا اور خود ہر جگہ نہ ہونا اسی کو ناظر تو کہا جا سکتا ہے حاضر نہیں۔ اگر آپ خود ہر جگہ موجود نہ ہوں صرف ذرے ذرے کو دیکھ رہے ہیں اسے حاضر و ناظر نہیں کہہ سکتے صرف ناظر کہیں تو یہ اور بات ہے۔

ان کے ایک پیر صاحب نے اس موضوع پر ایک رسالہ تنویر الخواطر لکھا ہے اس میں انہوں نے اپنے اس موقف پر اپنے خیال میں بہت سے دلائل دیئے ہیں ایک دلیل آپ بھی سن لیں۔ موصوف لکھتے ہیں :۔

قرآن مجید میں ابلیس لعین کے بارے میں ہے۔

انه یراکم هو و قبیله من حیث لا ترونهم. (پ الاعراف ۲۷)

ترجمہ۔ بے شک ابلیس اور اس کا قبیلہ اس طرح سے تمہیں دیکھتا ہے کہ تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

یعنی ابلیس اپنے مقام سے ہی تمام روئے زمین کے انسانوں کو دیکھتا ہے اور اسی طرح سیدنا عزرائیل علیہ السلام کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے

کہ تمام روئے زمین ان کے سامنے ایک طشتری کی طرح ہے وہ اپنے مقام
سے ہی سب انسانوں اور حیوانوں کی ارواح قبض کرتے ہیں۔ سو یہ بات عقلاً
بھی بعید نہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مقام سے ہی سب کا مشاہدہ
فرماتے ہوں۔[1]

دیکھئے بریلوی اپنے اس غلط عقیدے میں کس قدر پریشان اور سراسیمہ ہیں کہ انہیں حضورؐ کے ہر جگہ ناظر ہونے کا عقیدہ وضع کرتے ہوئے شیطان کی مثال پیش کرنے میں بھی کوئی حجاب نہیں ہوا۔ جب عقل ماری جاتی ہے تو گستاخ ابلیس اور پیغمبر میں بھی فرق نہیں کر پاتے۔

اس وقت ہم آپ کے ہر جگہ ناظر ہونے پر بحث نہیں کر رہے۔ آپ کے ہر جگہ حاضر ہونے یا نہ ہونے پر گفتگو ہو رہی ہے۔ یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ بریلوی علماء خود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر اور موجود نہیں مانتے۔ تبھی تو یہ ناظر ہونے کی تاویل اختیار کر رہے ہیں
ناظر ہونا عیسائیوں کی ایک اصطلاح تھی جسے اب بریلویوں نے اپنا رکھا ہے۔ عیسائی لوگ کا ترجمہ غیب دان کرتے تھے جب دیہاتی عورتیں کسی تلاش میں کسی نبی کے پاس آتیں تو آپس میں کہتیں چلو غیب دان کے پاس چلیں[2]۔ نبی کا ترجمہ غیب دان کرنا اُن دنوں ان کا کام تھا اور ان دنوں بریلویوں کا یہ محبوب مشغلہ ہے۔

بریلویوں نے حاضر و ناظر کی بات حاضر سے ختم کر کے استدلال کا سارا بوجھ اب ناظر پہ ڈال دیا ہے اور ناظر کا معنی یہ کیا ہے کہ آپ اپنی جگہ پہ رہتے ہوئے کل کائنات کو دیکھ رہے ہیں۔ بریلوی بڑی مشکل سے اس مقام پہ پہنچے ہیں۔

مگر افسوس کہ صاحب تنویر الخواطر نے انہیں اس عقیدہ پہ بھی نہ رہنے دیا۔ مثل مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور جھوٹے کسی ایک بات پر نہیں جمتے ــــ موصوف علماء دیوبند

---

[1] تنویر الخواطر ص۱۱۵ [2] سموئیل باب ۹ ورس ۹-۱۰

پڑھتے ہوئے لکھتے ہیں :-

لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہ بہتان تراش مارا کہ بریلوی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہر وقت عالم ماکان ومایکون مانتے ہیں. حاشا للہ اہلسنت کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے[1]

جب ہر وقت عالم ماکان ومایکون نہیں تو ظاہر ہے کہ ہر وقت اور ہر آن ماکان وما یکون کے ناظر بھی نہ ہوں گے اور اسی سے حاضر ناظر بالعلم ہونے کا عقیدہ بھی جاتا رہا۔

مخالف لشکروں سے تصادم تو دنیا دیکھتی ہی آئی ہے لیکن اپنے آپ سے تصادم اور اپنی مذہبی خودکشی کا یہ منظر شاید اب تک اس سے زیادہ کسی نے نہ دیکھا ہو۔

آنحضرتؐ کا اپنے لیے لفظ غائب کا استعمال

آنحضرتؐ کی باندی ماریہ قبطیہؓ کے چچازاد بھائی حضرت مابورؓ تھے مصری رواج کے مطابق ان کا اپنی بہن کے ہاں آنا جانا رہتا. منافقین نے اسے کچھ اور رنگ دے دیا آنحضرتؐ کا بھی یہی خیال ہوا. یہاں تک کہ آپ نے مابور کے قتل کا حکم دے دیا. حضرت علیؓ نے آپ کو آکر بتایا کہ مابور مرد نہیں اور انہوں نے اسے قتل نہ کیا. اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا:-

الشاهد يرىٰ ما لا يرى الغائب.[2]

ترجمہ. حاضر دیکھنے والا وہ چیز دیکھ لیتا ہے جسے غائب نہیں دیکھ رہا ہوتا.

اس حدیث میں آپ نے اپنے لیے غائب کا لفظ استعمال کیا ہے اور حضرت علیؓ کے لیے شاہد کا. جو وہاں گئے تھے اور صورت حال دیکھ آئے تھے.

فكف عليٌ عنه ثم اتى النبي فقال يا رسول الله انه لمجبوب.[3]

---

[1] تنویر الخواطر ص۱۲ [2] مسند امام احمد ص اسنادہ رجال ثقات البدایہ جلد ۵ ص۳۰۳ [3] صحیح مسلم جلد ۲ ص۳۶۸

ترجمہ: پس حضرت علیؓ اس سے رک گئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ وہ تو مرد نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہوتے تو اپنی ذات کے لیے کبھی غائب کا لفظ استعمال نہ کرتے۔ حضرت علیؓ مجتہد تھے اور مجتہد کی نظر علت پر ہوتی ہے وہ علت پر نظر کر کے اگر کبھی خلافِ نص کرے تو اسے نص کا مخالف نہ جاننا چاہیئے اور جو کچھ ہوا حضورؐ کی زندگی میں ہوا اور آپ نے بھی حضرت علیؓ کو اس خلافِ نص اجتہاد پر کچھ توبیخ نہ فرمائی۔

سلف صالحین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غائب کا لفظ بولنے میں کوئی باک نہ سمجھتے تھے جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ (۹۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ فوت ہوئیں تو حضورؐ اس وقت مدینہ میں نہ تھے۔ آپ واپس آئے تو آپ نے اس کی قبر پر پھر سے نماز پڑھی ملا علی قاریؒ اسے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:۔

وللولی الاعادۃ او کانت من خواصہ ولقول سعید بن المسیب ان ام سعد ماتت والنبی صلی اللہ علیہ وسلم غائب فلما قدم صلی علیہا ۔۔۔۔۔ وقد مضیٰ لذلک شہر[1]

ترجمہ: ولی کو جنازہ دوبارہ پڑھنے کا حق حاصل ہے یا آپ کو یہ خصوصی حق حاصل تھا اور حضرت سعید بن المسیبؒ کی روایت بھی ہے کہ جب ام سعدؓ کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ تھے غائب تھے جب آپ آئے تو اس کی قبر پر آئے اور اس پر پھر نماز پڑھی اور اس پر ایک ماہ گزر چکا تھا۔

---

[1] رواہ البیہقی وقال ہو مرسل صحیح وقد روی موصولاً عن ابن عباس والمشہور ہو المرسل وہو مقبول عندنا کما فی شرح النقایہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۹ طبع دیوبند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی نمازِ جنازہ پڑھاتے تو دُعا میں کہتے :۔

اَللّٰھم اغفر لحیّنا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا و ذکرنا وانثانا۔

ترجمہ۔ اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مُردوں کو اور ان کو جو ہمارے پاس ہیں اور ان کو جو ہم سے غائب ہیں۔

اگر کچھ لوگ آپ سے غائب ہوتے تھے جن کے لیے آپ دعا کر رہے ہوتے تھے تو آپ بھی تو ان سے غائب ہوتے ہوں گے اگر وہ لوگ آپ سے غائب تسلیم کر لیے جائیں تو آپ کو بھی تو ان سے غائب تسلیم کرنا پڑھے گا۔ پھر کہاں گیا بریلویوں کا حضورؐ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ۔ آنحضرتؐ نے خطبہ عرفات میں بھی فرمایا تھا :۔

فلیبلغ الشاھد الغائب[1]

ترجمہ۔ جو یہاں ہمارے پاس حاضر ہے وہ ہماری یہ باتیں ان تک پہنچا دے جو ہم سے غائب ہیں

آنحضرتؐ اپنے سے قریب و بعید کے فاصلوں کا برابر لحاظ رکھتے تھے نماز پڑھاتے بھی یہ صُورت قائم کرتے کہ بڑی عمر کے اور سنجیدہ لوگ آپ کے قریب کھڑے ہوں۔

اگر آپ کا حضُور و شہود ہر جگہ برابر اور یکساں ہوتا تو آپ شاہد و غائب کے اس فرق کو کبھی اپنے ہاں جگہ نہ دیتے۔ بھلا حاضر و ناظر بھی کبھی اس طرح قریب و بعید کے فاصلوں کا لحاظ کرتا ہے۔

اس قسم کی روایات آپ کو متعدد ملیں گی بصورت مجموعی یہ مضمون تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ اب کوئی ملنگ یہ عقیدہ اختیار کرتا ہے کہ آنحضرتؐ بالوجود موجود ہوتے تھے تو اس کا جواب حساب کے دن اس کے ذمہ ہوگا۔ ہم اپنی بساط کے مطابق اس کی وضاحت کر چکے۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

---

[1] صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹